ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

عصر حاضر میں تربیت اولاد کی اہمیت وضرورت

Asia Tabasum
Inayat Ur Rehman
MS Islamic Studies Scholar HITEC University Taxila
PhD Scholar of Islamic Studies Scholar HITEC University Taxila

Abstract
Allah Ta'ala and His Last Prophet (Sallallahu Alaihi Wasallam) ordered humans to make special arrangements for the education of their children and specifically exhorted him in several places to fulfill this important duty with seriousness. It has been said , Children are a reward and trial from Allah Ta'ala, in the same way trust is of many kinds and there are many types of it, but among them, the highest and greatest trust is the trust of children. Whether they are boys or girls. Of course, the blessing of children is the greatest and most visible and external blessing. Thus, every parent loves their children and this love is also claimed, but the biggest proof of true love for children and The testimony is to pay attention to his education and train him well. Mother, father, teacher and every member of the society is responsible before Allah Tabarak wa Taala regarding the training of the human race, and if even an iota of negligence has been committed by them in the process of training, then the burden of the misery and misfortune of the human race will be on all of them.

یہ اولاد انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم تحفہ ہے، اس کا ہونا بھی انسان کے لیے انعام و آزمائش وابتلا ہے، اور اس کا نہ ہونا بھی انسان کے لیے کسی آزمائش وابتلاء سے کم نہیں۔ یوں تو ہر جاندار اپنی اولاد اور نسل سے محبت کرتا ہے، اسی وجہ سے ماں کی محبت ایک ضرب المثل بن چکی ہے، تاہم انسان کی اپنی اولاد سے محبت بیان کی محتاج نہیں، والدین اپنی اولاد کی خاطر تھکتے ہیں، انہیں کے لیے روزی کے بندوبست میں جان کھپا دیتے ہیں۔ تمام جانداروں میں انسان کا پلنا اور اس کی تربیت انتہائی مشکل ہے جس کے لیے والدین اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے والدین کو جس مرتبہ و عظمت سے نوازا ہے وہ محتاج بیان نہیں، رب کائنات نے قرآن کریم کے اکثر مقام میں جہاں اپنے حقوق یعنی توحید کا ذکر کیا ہے، وہاں والدین کی عظمت اور اس کے حقوق کا ذکر بھی ساتھ ہی کیا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

" رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا "[1]

ترجمہ: اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا، پرورش کی۔

مفسرین کرام نے اس آیت کے ذیل میں یہ لکھا ہے کہ والدین کے لیے زندگی میں ایک بار دعا کرنا واجب ہے، اور ہر وقت انہیں دعا میں یاد رکھنا مستحب عمل ہے، البتہ یہ بھی واضح رہے کہ والدین صاحب ایمان ہوں تو ان کے لیے ان کی وفات کے بعد بھی دعا کی جانی چاہیے، اور اگر والدین مسلمان نہ ہوں تو ان کی زندگی میں ان کے لیے دعا کرنا جائز ہے، تاہم ان کی کفر کی حالت میں وفات کی صورت میں ان کے لیے دعا جائز نہ ہو گی۔[2]"

مولانا ادریس کاندھلوی نے تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

”والدین کے حق میں دعا کرتے رہا کریں، اور ان کی بات کو ماننا اپنے لیے لازم سمجھیں، اور ان کی کسی بات پر ناراض نہ ہوں اور ہر وقت ان کا ادب ملحوظ خاطر رہے، ان کے سامنے عاجزی وانکساری کی وجہ سے بازوئے ذلت کو جھکا دو، کامل شفقت ورحمت کا معاملہ ان کے ساتھ کرتے رہیں۔[3]“

تربیتِ اولاد کی اہمیت قرآن کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری کلام میں جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا، میں تربیت اولاد کی اہمیت کو واضح کیا، اور اس کے بارے میں حضرت لقمان علیہ السلام کے واقعہ سے درس عبرت حاصل ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی اولاد کی تربیت اور ذہن سازی بہترین انداز میں کی، اللہ تعالیٰ کو حضرت لقمان علیہ السلام کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ اسے اپنے کلام میں رہتی دنیا تک کے لیے بطور نمونہ ذکر فرمایا، اور قرآن کریم کی پوری ایک سورت حضرت لقمان کے نام سے موسوم کی۔[4] موجود پُر فتن دور میں جہاں والدین کو اپنی اولاد کے اخلاق و کردار کے بارے میں فکر لاحق ہے، اور عصر حاضر میں عقائد وایمان میں فساد اور اخلاقی برائیوں والے سازگار ماحول میں جہاں برائیوں کی گرفت پورے معاشرے پر حاوی ہوتی جا رہی ہے، ایسے میں تربیتی نظریے سے حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتیں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔

سورت لقمان کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت لقمان نے اولاد کی تربیت میں کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا، ان نصائح میں عقائد وعبادات، معاملات ومعاشرت اور اخلاقیات پر خصوصی توجہ دی گئی۔

فرمان خداوندی ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾[5]

”اور لقمان نے جب اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ کہا کہ اے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے“۔

مفسرین نے اس آیت کریمہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ حضرت لقمان نے بیٹے کو توحید کی تلقین کی اور شرک کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ شرک سے بڑا کوئی اور گناہ نہیں ہے، اسی سورت میں وہ اپنے بیٹے کو نماز کی تلقین، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، مصائب پر صبر اور اخلاق کریمانہ کی حکیمانہ انداز میں نہایت پیار اور نرمی کے ساتھ وعظ ونصیحت کرتے ہوئے تربیت کر رہے ہیں۔[6]

سورت لقمان کی تفسیر کرتے ہوئے امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تربیت کی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

"لَا تُعْرِضْ بِوَجْهِكَ عَنِ النَّاسِ إِذَا كَلَّمْتَهُمْ أَوْ كَلَّمُوكَ، احْتِقَارًا مِنْكَ لَهُمْ، وَاسْتِكْبَارًا عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَلِنْ جَانِبَكَ، وَابْسُطْ وَجْهَكَ إِلَيْهِمْ"[7]

جب لوگ تیرے ساتھ بات چیت کر رہے ہوں یا تو ان کے ساتھ مخاطب ہو تو لوگوں کو حقیر جانتے ہوئے ان سے چہرہ مت پھیرو کہ یہ تکبر کی علامت ہے، اپنے دل میں لوگوں کے لیے نرم گوشہ رکھا کرو اور نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ لوگوں کے ساتھ پیش آیا کرو۔

بلاضرورت گفتگو اہل عقل کا شیوہ نہیں اور نہ ہر وقت بولنا اور بلا سوچے سمجھے بولنا کوئی عقل کی نشانی ہو سکتی ہے، اپنے بیٹے کی تربیت کے لیے حضرت لقمان نے حکیمانہ انداز میں یوں کہا:

”بلند آوازوں میں بدترین آواز گدھے کی ہے“۔

امام مجاہد کے قول کو اسی آیت کی تفسیر میں تفسیر ابن کثیر میں یوں نقل کیا گیا ہے:

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

"إِنَّ أَقْبَحَ الأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ، أَيْ: غَايَةُ مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ أَنَّهُ يُشَبَّهُ بِالْحَمِيرِ فِي عُلُوِّهِ وَرَفْعِهِ، وَمَعَ هَذَا هُوَ بَغِيضٌ إِلَى اللهِ تَعَالَى. وَهَذَا التَّشْبِيهُ فِي هَذَا بِالْحَمِيرِ يَقْتَضِي تَحْرِيمَهُ وَذَمَّهُ غَايَةَ الذَّمِّ"[8]

"یقیناسب سے بری، بھدی آواز گدھے کی ہے، جو لوگ بلاضرورت اپنی آواز اونچی رکھتے ہیں تو ان کی قباحت میں اتنا ہی کافی ہے کہ ان کی مشابہت گدھے کے ساتھ لازم آتی ہے۔ نیز اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ناپسندیدہ ہے، انسانی آواز کو گدھے کے ساتھ تشبیہ کا مقصد یہی ہے کہ ایسا کرنا حرام ہے جس بچنا ضروری ہے، یہ قابل مذمت عمل ہے"۔

تربیت کی اہمیت پر رہنمائی قرآن کریم کی درج ذیل آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ ،وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ - فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ "[9]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی رحمت کی جس کی وجہ سے آپ نرم دل ہوئے، اگر آپ دل کے سخت ہوتے اور زبان کے درشت ہوتے تو یہ لوگ آپ کے ارد گرد سے بھاگ جاتے، سو آپ ان کو معاف کریں، ان کے لیے دعائے مغفرت مانگیں، اور ان کے ساتھ معاملات میں مشاورت کریں۔

اس آیت سے تربیت کی اہمیت واضح ہوتی ہے کیونکہ پیغمبر کے لیے استاذ، پیشوا اور رہنما و مربی کی حیثیت رکھتے ہیں، اور کے لیے کون سے اوصاف ضرورت ہوتے ہیں، تو اس آیت میں ان اوصاف کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ مربی کے اوصاف اور اس کے ضمن میں تربیت کی اہمیت کو واضح کیا۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَ أَهْلِيكُمْ نَارًا"[10]

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تربیت کو واضح کرتے ہوئے والدین کی اہم ذمہ داری یہ بتلائی کہ وہ اپنی اولاد کی اس طور پر تربیت کریں کہ نیک عمل اور بہترین عقائد کی بدولت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بنیں اور جہنم کی آگ سے محفوظ ہو جائیں۔[11]

تربیتِ اولاد کی اہمیت احادیث کی روشنی میں

تربیت کے حوالے سے ذیل کی احادیث پر غور کریں تو یہ واضح ہو گا کہ آپ ﷺ کی تعلیمات میں تربیت انسانی کو کس قدر اہمیت حاصل رہی ہے

، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"[12]كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"

تم میں سے ہر ایک اپنے ماتحت افراد کے لیے ذمہ دار سے جس کے بارے میں اس سے سوال ہو گا"۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ تربیت کا معاملہ محض حسن ظن کا نہیں ہے، اور نہ ہی یہ معاملہ اختیاری ہے کہ کر لیا تو ثواب اور نہ کیا تو پوچھ نہ ہو گی، بلکہ ہر شخص سے اس کے زیر دست کے کے بار میں پوچھ ہو گی، نیز وہ شخص جس نے اپنے آپ کو دوسروں کی تعلیم و تربیت پر لگا رکھا ہے اس کے لیے رسول ﷺ کے اس فرمان میں بشارت وخوشخبری کی نوید ہے جس میں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"[13]فَوَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ"

سے بہتر ہے"۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں (کی دولت)"
یعنی کہ اگر کسی شخص کی تربیت اور وعظ و نصیحت نے ایسا اثر دکھایا کہ جس کی وجہ سے وہ کسی اور ہدایت کا ذریعہ بنا تو ایسی صورت میں
آپ ﷺ نے اسے اجر کے اعتبار سے سرخ اونٹوں کے ملنے سے بہتر بتلایا۔ والدین کے لیے بھی رسول ﷺ کی مندرجہ ذیل صحیح حدیث میں بشارت سنائی گئی ہے:

"إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ، صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ، وَعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ، وَوَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوهُ"[14]

"جب انسان مر جائے تو اس کے سارے اعمال ختم ہو جاتے ہیں تاہم تین ایسے اعمال ہیں کہ جن کا ثواب اس کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے، وہ صدقہ ہے جو جاری ہو، ایسا علم ہے جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہو، اور ایسا نیک بچہ جو اپنے والد کے لیے دعا مانگتا رہے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی اچھی تربیت کا فائدہ نہ صرف دنیا میں حاصل ہوتا ہے، اور دنیا میں ہی اولاد کی اچھی تربیت اور ان کے نیک ہونے سے انسان کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے، بلکہ جب وہ شخص دنیا سے رخصت ہو جائے تو اسے قبر میں بھی اس کا صلہ ملتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے اولاد کی تربیت بچپن سے ہی کرنے کی ترغیب آئی ہے کہ ان کی فطرت میں ہی یہ چیز شامل ہو جائے، جیسا کہ نماز کے بارے میں حکم ہے کہ :

"عَلِّمُوا أَوْلَادَكُمُ الصَّلَاةَ إِذَا بَلَغُوا سَبْعًا، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا إِذَا بَلَغُوا عَشْرًا، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ"[15]

"جب بچے سات سال کو پہنچیں تو اپنی اولاد کو نماز کو علم سکھاؤ، اور جب دس سال کے ہوں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کو مارو، اور ان کے بستر الگ کر دو"۔

صاحب مسند بزاز اس حدیث کے استنادی حکم کے بارے میں لکھتے ہیں " هَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُهُ يُرْوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِلَّا بِهَذَا الإِسْنَادِ "یعنی یہ حدیث جو ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس کے علاوہ کوئی اور سند کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہے۔ امام احمد اور امام ابو داؤد نے اس کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اور اس پر صحیح کا حکم لگایا ہے۔

آپ ﷺ یوں تو پوری امت کے لیے شفیق اور رحمت للعالمین ہیں، حدیث بالا میں بچوں کی تربیت کے بارے میں بچوں پر سختی کرنے سے تربیت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔[16]

انسانی تربیت کی اہمیت کا اس بھی اندازہ ہوتا ہے کہ انسانی فلاح و کامیابی کا سارا دار و مدار تربیت پر ہی ہے، اسلام یہ بتاتا ہے کہ یہ زندگی حرف آخر نہیں، بلکہ انسان اپنے اعمال کا جوابدہ ہے ۔ اسی زندگی کے اعمال پر آخرت کی ہمیشہ کی نجات اور سزا موقوف ہے۔[17]
اس حدیث سے تربیت کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ بچہ اپنی فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، اس کے بعد اس کے والدین کی تربیت اس پر اثر انداز ہوتی ہے، اسی تربیت کی بنیاد پر اگلی نسل مذہب کی شناخت رکھتی ہے، سو کسی کے والدین ہندو ہوں تو اس کی اگلی نسل والدین کی تربیت کی وجہ سے وہی ہندو مت اختیار کر لیتی ہے، یہی سلسلہ دنیا کے تمام مذاہب کے ساتھ قائم ہے، البتہ بلوغت کے بعد بعض افراد اپنے مذہبی نظریات اور والدین کی تربیت بر خلاف کسی اور مذہب کو اختیار کرتے ہیں، عموما انسان اپنے بچپن میں والدین کی تربیت کے زیر اثر انہی کا مذہب اختیار کر لیتا ہے جیسا کہ حدیث میں ذکر ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے اسلام نے بچوں کی تربیت پر بہت زور دیا ہے، والدین کی اہم ذمہ داری ہے کے اپنی اولاد کی دینی و اسلامی تربیت کا خاص خیال رکھیں انہیں بچپن ہی سے اچھے اخلاق و کردار کا حامل بنائیں اور دین سے تعلق ان کے ذہنوں میں راسخ کر دیں۔[18]

آپ ﷺ کی درج ذیل حدیث سے بھی اولاد کی تربیت کی اہمیت کا ثبوت ملتا ہے، فرمان رسول اللہ ﷺ یوں ہے:

«اَکْرِمُوا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوا اَدَبَهُمْ»[19]

" اپنی اولاد کو عزت واحترام دو، اور ان کی بہترین تربیت کرو۔[20]"

دور جاہلیت میں جہاں لوگ لڑکی کو کمتر سمجھنے والے تھے، اور اس کی پیدائش پر خفگی اور غم کا اظہار کرتے تھے، یہ ایک فرسودہ جاہلیت کی رسم تھی، جس کو ختم کرنے کے لیے سرور کائنات ﷺ نے والدین اور تربیت کرنے والوں کو لڑکیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کی بار بار نصیحت کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے والدین کو بھی یہ تعلیم دی کہ وہ اپنی اولاد کے درمیان برابری اور عدل کریں، چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں: "قال رسول اللہ ﷺ: اعدلوا بین أبنائکم اعدلوا بین أبنائکم اعدلوا بین أبنائکم"۔ [21]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو، اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو، اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو"۔[22]

اولاد کی آپس کی محبت اور دلوں کی صفائی کے لیے ضروری ہے کہ اولاد میں آپس میں برابری کی جائے، یہ آپ ﷺ کی تعلیمات کا بہترین حصہ ہے جس سے والدین کو سکھایا جا رہا ہے کہ وہ اپنے اولاد کی تربیت کس طرح کریں اور کونسے پہلو اوجھل نہیں رہنے چاہیے، یہ انسانی نفسیات کی تعلیم بھی ہے کیونکہ جب بچے یہ دیکھتے ہیں ان کے والدین کسی خاص بھائی یا بہن کو ترجیح اور توجہ دے رہے ہیں تو ان کی آپس میں محبت رقابت میں بدل جاتی ہے جس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا، اس بارے میں سب سے بڑی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کی ہے جس کے بارے میں خود قرآن کریم نے بھائیوں کی آپس کی رقابت کو ذکر کیا، اور حجرت یوسف علیہ السلام کے خلاف جو پلاننگ کی گئی اس میں واضح طور ان کے بھائیوں نے یہ کہا" یخل لکم وجہ ابیکم " یعنی اس کے بعد کے تمہیں اپنے والد کی خالص توجہ ملے گی، یعنی جو توجہ حضرت یوسف لے رہے ہیں اور حضرت یعقوب کی تمام تر محبتوں کا مرکز ہمارے چھوٹے بھائی بنے ہیں وہ ہمیں مل سکے گی، اس بات سے قطع نظر کہ برادران یوسف اپنے دعویٰ میں سچے تھے یا نہیں، تاہم قرآن کریم نے ان کے اس طرز عمل کو اسی لیے ذکر کیا کہ اولاد جب یہ محسوس کرے کہ والدین کی طرف سے ان میں برابری نہیں کی جا رہی تو ان کی آپس میں محبت کا خاتمہ ہو جاتا ہے، المیہ یہ ہے کہ جس جدید دور میں علم نفسیات ایک نہایت ترقی یافتہ شکل میں موجود ہے، اس دور کے اردو مفسرین کے لئے بھی سورہ یوسف اور اس میں مذکور حضرت یعقوب علیہ السلام کی فیملی کی یہ ساری تفصیل محض ایک "قصہ" ہی ثابت ہوئی ہے۔ ہر مفسر بس قصے کی تفصیل کر کے گزر گیا ہے۔ کسی نے بھی اس کا نفسیاتی مغز نکالنے کی کوشش نہیں کی۔ اور کرتے بھی کیسے؟ علم نفسیات کا پتہ ہوتا تو کرتے ناں۔[23]

مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے واضح ہوا کہ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت طیبہ اولاد کی تربیت اور اس کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے اور اس سے استفادہ کرنے کے لیے تمام انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے، آپ ﷺ سے تربیت لے کر صحابہ نے اپنی اولاد کی ایسی تربیت کی کہ دنیا نے ان کی تربیت کے اثرات دیکھے، یہ وہ تربیت یافتہ افراد تھے جنہوں نے دنیا کی قیادت کی اور عوام کے لیے مشعل راہ بنے، عرب کے وہ لوگ جسے جہالت کا استعارہ قرار دیا جاتا تھا اب وہ لوگ تہذیب و تمدن کی اعلیٰ مثال بنے، اور دنیا نے ان کی نورِ ہدایت سے رہنمائی لی۔[24]

تربیت اولاد کی ضرورت

جسمانی تربیت

اولاد کی تربیت میں دو قسم کی تربیت کو مد نظر رکھنا ضروری ہے، ایک ہے جسمانی تربیت، اور دوسری ہے اخلاق وعادات اور عقائد و نظریات کی تربیت، صحت مند جسم میں ہی صحت مند دماغ پایا جاتا ہے۔ اگر جسمانی اعتبار سے اولاد کی تربیت میں کوتاہی برتی جائے تو ذہنی لحاظ سے بھی ان کی تربیت میں کوتاہی اور کمی پائی

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

جائی گی، یہ ممکن نہ ہوگا کہ جسمانی تربیت کے بغیر کسی انسان کی نظریاتی تربیت کی جاسکے۔ لہذا متناسب، متوازن صحت مند، اور تہذیب یافتہ ہونا انسانی جسم کے لیے اہم اور ضروری ہے۔ اولاد کی تربیت کے معاملے میں انسانی جسم کو نظرانداز کر کے صرف عقل وشعور کو ٹارگٹ بنا کر اس کے تربیت کرنا، جامع تربیت کے خلاف ہے۔ انسانی جسم کی تربیت اور نشوونما کے لیے ماں کا دودھ انتہائی ضروری ہے، اسی وجہ سے قرآن کریم میں کئی مقام پر بچے کے لیے ماں کے احکام ذکر کر کے اس کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا، یوں جیسے جیسے انسانی جسم بڑھتا جائے تو جسم کی ضروریات بھی بڑھتی جاتی ہیں، والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کی جسمانی ضروریات بھی پوری کریں اور اس کے لیے جامع منصوبہ بندی بھی کریں، اگر ممکن ہو تو اولاد کی کثرت سے بھی احتراز کریں کہ پاکستان کے اکثر والدین کثرت اولاد کی وجہ سے اولاد کی جسمانی ضروریات پوری نہیں کر پا رہے ہوتے ہیں۔[25]

متوازن غذا جسمانی نشوونما کے لئے ضروری ہے تاہم اس کے ساتھ ساتھ اولاد کے مناسب آرام اور نیند کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ یعنی اتنی نیند تو ہر ایک انسان کو لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو تروتازہ محسوس کرے۔[26] متوان غذا اور مناسب آرام کے علاوہ جسمانی ورزش بھی جسمانی صحت کے لئے ضروری ہے۔ والدین اپنے اولاد کی جسمانی ایکٹویٹی کو مد نظر رکھا کریں۔ تاکہ وہ خوب بھاگ دوڑ کرے، پسینہ نکالے اور اپنے جسم کو خوب تھکائے۔ اس سے اس کے جذبات اور عقل وشعور پر بہترین مثبت اثرات پڑتے ہیں۔[27]

جذباتی تربیت

جذبہ کی جمع جذبات آتی ہے، یہ عربی زبان کا لفظ ہے جو اردو میں لیا گیا ہے اور کسی چیز کو اپنی طرف کھینچنے کے لغوی معنی میں مستعمل ہے، یہ انسان کے ذہنی وفکری عمل اور اس سے اخذ شدہ نتیجہ کا نام ہے۔ انسان کے جذبات کا مرکز دل ہے جہاں جذبات پیدا ہوتے رہتے ہیں اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ انسانی عقل وشعور اور حواس پر بعض جذبات غالب آجاتے ہیں۔ اسی طرح انسانی حواس پر جب جذبات حاوی ہوں تو وہ اپنے اختیار میں نہیں رہتے یا اس وقت اس سے کام نہیں لیا جاسکتا۔[28]

انسان کا ظاہری کردار اور رویہ بھی اعلی اور مثالی تبھی بن سکتا ہے جب انسان کی جذباتی اور نفسیاتی تربیت کی جائے، اور ان میں توان پیدا کیا جائے، اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو تربیت کے لیے بہترین ماحول ملے۔ اور یہ ماحول مہیا کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ نیز والدین کو اپنی اولاد کی تربیت میں خواہشات کو غلبہ نہیں دینا چاہیے۔

سماجی تربیت

سماج اور معاشرے کا انسان کے ساتھ نہایت قریبی تعلق ہے، کیونکہ انسان کا مادہ انس سے ہے، اور اپنی فطرت اور مزاج کے اعتبار سے یہ سماج سے اور معاشرے سے کٹ کر نہیں رہ سکتا، انسانی کی اس فطری خوبی کو دیکھتے ہوئے اسے سماجی حیوان کا لقب بھی دیا گیا ہے۔ معاشرے میں یہ گھل مل کر رہنا اور دوسروں کی تکالیف میں کام آنا، اور مصائب مین دوسروں سے مدد لینا اس کی فطرت میں داخل ہے۔ اس کے لیے والدین کی اہم ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے اولاد کی ایسی سماجی تربیت کرے کہ وہ دوسروں کے لیے بھی بہترین ہو، اسی وجہ سے آپ ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دیگر افراد محفوظ ہوں۔ اور یہ تبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ جب والدین کی طرف سے اولاد کی اس طور پر تربیت کی جائے۔ تاکہ اسے احساس ہو کہ معاشرے میں مل جل کر رہنے کے کیا آداب ہیں۔ چھوٹوں کے ساتھ کیسے پیش آنا ہے، اور بڑوں کے ساتھ کیا رویہ ہونا چاہیے، اسلامی اقدار واخلاق اور آداب مل جل کر رہنے کی صورت میں کیا ہیں، اور ان سے کیسے پورا کیا جاتا ہے۔[29]

ذہنی وشعوری تربیت

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل وشعور کی نعمت سے سرفراز کیا،اور یہی بنیادی وصف ہے جس کی وجہ سے یہ بقیہ حیوانات سے ممتاز بنتاہے اور اسی کے استعمال سے یہ کمال تک پہنچتاہے۔انسانی تربیت اور تعلیم کی وجہ سے انسانی عقل کو جلا ملتی ہے،اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف اس کی عقل کے سہارے ہی نہیں چھوڑا، جہاں انسانی عقل کا اختتام ہو وہاں سے وحی کے علم ابتدا ہوتی ہے،اور اسی وحی کے علم سے اس کی وہاں تک رسائی ہوتی ہے جہاں انسانی عقل جواب دے جائے۔اگرچہ عقل وشعور باکمال نعمت ودولت ہے تاہم وحی کے علم کے بغیر یہ عقل تام اور کامل نہیں ہے۔سائنس وٹیکنالوجی اور وحی الٰہی دونوں کا اپنا دائرہ کار ہے،اور وحی الٰہی کی روشنی میں انسانی عقل خطا سے بچ سکتی ہے۔والدین پر لازم ہے کہ اولاد کی ذہنی وشعوری تربیت میں دونوں علوم سے کام اور رہنمائی لے جس کی وجہ سے انسانی حیات اور لازوال کامیابیاں جنم لیں گی۔

خلاصہ بحث:

اولاد کی تربیت کے لیے ان اصولوں کو سمجھنا چاہیے جو قرآن وسنت میں بیان ہوئے ہیں،اپنی اولاد کو ان اسلامی اخلاق جیسے ہمت، بہادری، حق کی خاطر جرات، محبت سے آراستہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جس سے عظیم قومیں تشکیل پاتی ہیں۔مربیوں کے اقوال وافعال بچوں اور نوجوانوں کے اخلاق پر بہت اثر ڈالتے ہیں، مثبت بھی اور منفی بھی، جس مربی کے اقوال وافعال مثبت اثرات ڈالیں وہ اپنے زیر تربیت فرد کی ہر نیکی میں شریک اور اس پر ثواب کا مستحق ہے، لیکن جو مربی اپنے برے اقوال وافعال سے بچے یا نوجوان پر غلط اثرات ڈالے،اس کے اندر برائیاں پیدا کرے تو ایسا مربی اس بچے یا نوجوان کی برائیوں کا ذمہ دار اور گناہ گار ہے۔قرآن مجید انسان کو سمجھانے اور قائل کرنے کے لئے تاریخی واقعات کے حوالے بھی دیتا ہے۔پچھلی امتوں اور انبیاء کے ذکر سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ حتی کہ باپ اور بھائیوں یعنی فیملی امور کی نفسیات تک کے پہلو کو اللہ سبحانہ وتعالی نے نہیں چھوڑا۔

مصادر ومراجع

[1] سورۃ بنی اسرائیل: 24:17

[2] تھانوی،اشرف علی، تفسیر بیان القرآن، ص241

[3] ادریس کاندھلوی، معارف القرآن، ص531

[4] دیکھئے: عثمانی، شبیر احمد، تفسیر عثمانی، دار القرآن اردو بازار لاہور، ص535

[5] لقمان:13:31

[6] دیکھئے: عثمانی، شبیر احمد، تفسیر عثمانی،، ص535

[7] ابن کثیر، أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر،تفسیر القرآن العظیم،المحقق: سامی بن محمد سلامة،الناشر: دار طیبة للنشر والتوزیع، طبع دوم،1420ھ- 1999 م،ج6،ص338

[8] ابن کثیر، أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر،تفسیر القرآن العظیم،ج6،ص466

[9] سورۃ آل عمران:159:3

[10] سورۃ تحریم:6:67

[11] ابن کثیر،اسماعیل بن عمر،ابو الفداء،تفسیر القرآن العظیم،: ۱۴۱۹ھ،190/8

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.6, Issue.4 (2023)
(October- December)

[12]بخاری، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي،الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري،المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر،الناشر: دار طوق النجاة(مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي) ،الطبعة: الأولى،1422ھ،ج2 ،ص5

[13]نفس مصدر: ج4،ص47

[14]مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري،المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ،المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي،ناشر: دار إحياء التراث العربي– بیروت،ج3،ص1255

[15]بزاز،أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق،مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار،ناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة،الطبعة: الأولى،ج17، ص189

16 ماہنامہ دار العلوم، شمارہ 6، جلد:100، شعبان 1437 ہجری مطابق جون 2016ء

[17]دیکھئے: عثمانی، شبیر احمد، تفسیر عثمانی، دار القرآن اردو بازار لاہور، ص535

18 ماہنامہ دار العلوم، شمارہ 6، جلد:100، شعبان 1437 ہجری مطابق جون 2016ء

[19]ابن ماجة، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني،سنن ابن ماجه ، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي،ناشر: دار إحياء الكتب العربية،ج2،ص1211

[20]امام البانی نے اس پر ضعیف کا حکم لگایا ہے۔

[21]أبو داود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني،سنن أبي داود،المحقق: شعَيب الأرنؤوط - محَمَّد كامِل قره بللي،الناشر: دار الرسالة العالمية،الطبعة: الأولى،1430ھ- 2009م،ج5،ص403

[22]امام احمد نے اس حدیث کو اپنی میں ذکر کیا اور اسے " حدیث صحیح" قرار دیا۔

[23]علوی، شفیق الرحمٰن، بینات، جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، رمضان المبارک 1435ھ، اگست 2014،

[24]عطاء الرحمٰن، ڈاکٹر، عنوان مقالہ: "نوجوانوں میں تعلیم و تربیت کے فقدان کا تدارک"، مشمولہ در ششماہی راحۃ القلوب، کوئٹہ، ج:۲، شمارہ ۱(ج ۲۰۱۸) ص:59

[25]ندوی، سراج الدین، رسول اللہ ﷺ کا طریق تربیت، دار البلاغ پبلشر، اردو بازار لاہور، اشاعت اول 2016، ص45

[26]ایضا: ص47

[27]ندوی، محمد عمار، تربیت اولاد کے زریں اصول، دار الندوہ، انڈیا، طبع اول 2015، ص81

[28]ایضا: ص131

[29]ندوی، محمد عمار، تربیت اولاد کے زریں اصول، دار الندوہ، انڈیا، طبع اول 2015، ص101